© rasailojaraid.com

ادارہ

آخری صفحہ

ایک دفعہ مولانا ظفر علی خان کے نام مہاشہ کرشن، ایڈیٹر ''پرتاب'' کا ایک دعوت نامہ آیا۔ جس میں لکھا تھا:

''(فلاں) دن پروشٹا (فلاں) سمت بکرمی میرے سُپتر ویرندر کا مُونڈن
سنسکار ہوگا۔ شریمان سے نویدن ہے کہ پدھار کر مجھے اور میرے
پریوار پر کرپا کریں۔'' (شُبھ چنتک کرشن)

(فلاں دن میرے بیٹے ویرندر کی سرمنڈائی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ تشریف لا کر مجھ پر اور میرے خاندان پر مہربانی کریں)

مولانا نے آواز دی:

''سالک صاحب! ذرا آیئے گا۔ فرمایا کہ مہربانی کر کے اس دعوت نامے
کا جواب میری طرف سے آپ ہی لکھ دیجیے۔ برسات کے دن
ہیں، بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی۔ میں کہاں جاؤں گا۔ معذرت کر دیجیے۔''

میں نے اسی وقت قلم اٹھایا اور لکھا:

''جمیل المناقب، عمیم الاحسان معلی الالقاب، مدیرِ پرتاب
السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ
نامۂ عنبر شمامہ شرفِ صدور لایا۔ از بسکہ تقاطرِ امطار بحدے ہے کہ مانعِ
ایاب وذہاب ہے۔ لہٰذا میری حاضری متعذّر رہے۔
العذرُ عند کرام النّاسِ مقبولٌ۔''

الرّاجی الی الرحمتہ والغفران
ظفر علی خان

مہاشہ کرشن نے یہ خط پڑھنے کی کوشش کی۔ کچھ پلے پڑنا تو درکنار، وہ پڑھنے میں بھی ناکام رہے۔ آخر مولانا کو دفتر ''زمیندار'' ٹیلی فون کر کے پوچھا:

''مولانا! آپ کا خط تو مل گیا' لیکن یہ فرمایئے کہ آپ آسکیں گے یا نہیں؟''

اس پر مولانا ظفر علی خان نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور مہاشہ جی سے کہا کہ:

''آپ کا خط میں نے ایک پنڈت جی سے پڑھوایا تھا۔ آپ بھی کسی مولوی صاحب کو بلا کر میرا خط پڑھوا لیجیے۔''

(''نوادراتِ سخن''۔ صفحہ ۸۲، ۸۳)

© rasailojaraid.com